طبقۂ صحابہؓ میں

فقیہات ومفتیات اور محدثات

(۱)

(از مولانا قاضی اطہر مبارک پوری، ایڈیٹر البلاغ بمبئی)

اسلام اور مسلمانوں کے امتیازات میں سے یہ امتیازی شان ہر دور میں نمایاں رہی ہے کہ اسلامی اور دینی علوم میں مردوں کی طرح عورتوں نے پورا حصہ لیا ہے، اور ان کی تعلیم وتدریس اور نشر واشاعت میں ان کے دوش بدوش خدمات انجام دی ہیں، خاص طور سے حدیث وفقہ میں عورتیں پیش پیش رہی ہیں، صحابیات، تابعیات اور ان کے بعد کی بنات اسلام نے احادیث کی تدوین وترتیب اور روایت میں نمایاں کام کیے ہیں، اسی طرح فقہ وفتوی میں ان کی شاندار خدمات ہیں، اور بہت سے حفاظ حدیث اور ائمہ فقہ نے اپنی جلالت شان کے باوجود ان محدثات وفقیہات سے استفادہ کیا جو علم وفضل، روایت ودرایت، تفقہ اور زہد وتقوی میں مشہور زمانہ رہی ہیں۔

فقہ وفتوی کی باقاعدہ تدوین سے پہلے خاص خاص فقہاء وفقیہات اس میں مہارت وشہرت رکھتے تھے، عہد رسالت میں خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ کی ذات اقدس جملہ دینی علوم وامور کا مرکز تھی، ہر قسم کے معاملات ومسائل آپ کے سامنے پیش کیے جاتے تھے، اور آپ ان میں رہنمائی فرماتے تھے، نیز اس زمانہ میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم فتوی دیا کرتے تھے، بعض روایات میں ہے کہ عہد رسالت میں صرف حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ فتوی دیا کرتے تھے[1]، اسی طرح بعض صحابہ جو مختلف مقامات کے لیے امیر ومعلم بنا کر روانہ

[1] طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۳۵ طبع بیروت

کیے جاتے تھے، کتاب وسنت کی روشنی میں افتار کا کام کرتے تھے، بعض احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص خاص صحابہ کے علمی کمالات کو بیان فرماکر مسلمانوں کو ان سے استفادہ کی تلقین فرمائی ہے، دوسری صدی کے نصف اول تک فقہ و فتویٰ کا یہی حال رہا حتی کہ ۱۴۰ھ اور ۱۵۰ھ کے درمیان پورے عالم اسلام میں فقہی ترتیب وتبویب پہ باقاعدہ احادیث کی تدوین ہوئی اور علمائے اسلام نے اس انداز پر کتابیں لکھیں، اس دور سے پہلے احادیث وفقہ کے حاملین اپنے اپنے طور پر تحدیث وافتار کی خدمت انجام دیتے تھے جن میں مردوں کی طرح عورتیں بھی شامل تھیں۔

چنانچہ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اعلام الموقعین میں لکھا ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم کے جن صحابۂ کرام سے فقہی مسائل وفتاوے منقول ومحفوظ کیے گئے ہیں، ان کی تعداد ایک سو تیس ۱۳۰ سے زائد ہے، ان میں مرد اور عورتیں سب ہی شامل ہیں، پھر ان کے حسب ذیل تین طبقات قائم کرکے ہر طبقہ کے فقہار و مفتیین کی طرح فقیہات و مفتیات کے نام درج کیے ہیں۔

طبقۂ مکثرین میں سات اجلۂ صحابہ ہیں جن کے فتاوے اگر مدوّن ومرتّب کیے جائیں تو ہر ایک صحابی کی ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے، چنانچہ خلیفہ مامون کے پر پوتے ابوبکر محمد بن موسیٰ بن یعقوب بن امیر المومنین مامون نے ان میں سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے فتاوے بیس جلدوں میں مرتّب کیے تھے۔ اس طبقۂ علیا میں فقیہۂ امت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں۔

طبقۂ وُسطیٰ میں تیرہ فقہائے صحابہ ہیں جن میں سے ہر ایک کے فتاوے مختصر کتاب میں آسکتے ہیں، ان میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔

طبقۂ سُفلیٰ میں باقی حضرات ہیں، ان میں سے ہر ایک کے فتاوے ایک ایک جزء میں جمع کیے جاسکتے ہیں، ان میں ام المومنین حضرت صفیہؓ، ام المومنین حضرت حفصہؓ، ام المومنین

حضرت ام حبیبہ، ام المومنین حضرت جویریہ، ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہن کے علاوہ حضرت فاطمۃ الزہرار، حضرت ام عطیہ، حضرت اسمار بنت ابوبکر، حضرت ام شریک، حضرت ام الدردار، حضرت عاتکہ بنت زید، حضرت فاطمہ بنت قیس، حضرت لیلیٰ بنت قائف، حضرت حولار بنت تویت، حضرت سہلہ بنت سہیل، حضرت ام سلمہ، حضرت زینب بنت ام سلمہ، حضرت ام ایمن، حضرت ام یوسف، حضرت غامدیہ رضی اللہ عنہن شامل ہیں، جن میں بعض تابعیات میں سے ہیں[1]

اس تصریح کی رو سے ایک سو تیس[130] فقہائے صحابہ میں سے بائیس[22] فقیہات و مفتیات ہیں جن میں سے ایک کے فقہی مسائل اور فتاوے ضخیم جلدوں، متوسط کتابوں اور مختصر اجزار میں مرتب ہو سکتے ہیں اور جن کے تفقہ اور فقہی آرار کی مقبولیت و شہرت صحابہ و تابعین کے زمانہ میں عام تھی، اس مضمون میں ان ہی فقیہات و مفتیات کا مختصر تعارف مقصود ہے، جس میں ان کی فقہی حیثیت کو نمایاں طور پر بیان کیا گیا ہے، ان فقیہاتِ اسلام اور مفتیاتِ امت میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا نام سرفہرست ہوتا اگر وہ قدیمۃ الوفات نہ ہوتیں، ہم بطور تبرک ان کا مختصر حال لکھتے ہیں، واقعہ یہ ہے کہ ابتدار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کو ان سے جس قدر تقویت پہونچی کسی سے نہیں پہونچی، اور وہ مکی دور کے اسلامی احکام کی عالمہ و فاضلہ تھیں

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ابتدار میں عتیق بن عائذ کے نکاح میں تھیں، پھر ابو ہالہ نباش بن زرارہ اسیدی کے نکاح میں آئیں، ان سے ہند بن ابو ہالہ پیدا ہوئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب یعنی پروردہ تھے، اس کے بعد حضرت خدیجہ کی تیسری شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی، عام روایت کے مطابق اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال کی تھی جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف پچیس سال کے تھے، حضرت

---

[1] اعلام الموقعین ج ۱ ص ۹، ۱۰، ۱۱

ابراہیم بن ماریہ قبطیہ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ کے بطن سے تھی، یعنی حضرت قاسم، حضرت طاہر، حضرت طیب، حضرت فاطمہ، حضرت زینب، حضرت رقیہ، اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہم وعنہن، یہ سب حضرت خدیجہ سے ہیں، وہ مکہ مکرمہ کی مالدار ترین عورت تھیں، تجارتی کاروبار بہت اونچے پیمانہ پر کرتی کراتی تھیں، زمانہ جاہلیت میں اعلیٰ کردار کی وجہ سے طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں، نہایت عاقلہ فاضلہ اور معزز و محترمہ خاتون تھیں، وہ پہلی مسلمان ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر اپنا سب کچھ اسلام پر وقف کر دیا، اور چوبیس سال چھ ماہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات رہیں اور اپنی دولت، اثر و رسوخ اور فہم و فراست سے کام لے کر مکی دور میں ہر نازک موقع پر اسلام کے لیے سپر بنی رہیں، قدیمۃ الوفاۃ ہونے کی بنا پر وہ فقیہات و مفتیات کے طبقہ میں شمار نہ ہوسکیں مگر واقعہ یہ ہے کہ ان کی ذات اس طبقہ کے لیے سرنامہ و عنوان ہے اور بنات اسلام کے دینی اور علمی کارناموں کی حسین داستان میں وہ زیب عنوان ہیں،

(۱) ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ

ام المومنین حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا "فقیہہ امت" کے لقب سے مشہور رہیں، فقہ، حدیث فرائض، احکام، حلال وحرام، اخبار واشعار، طب وحکمت غرض کہ بہت سے علوم کی جامع اور اپنے زمانہ میں ان علوم میں سب سے آگے تھیں، ان کی فقاہت اور جامعیت اجلۂ صحابہ میں مسلم تھی، اور سب ہی حضرات ان کے علم وفضل، اصابت رائے، اور دینی علم میں تبحر کے قائل تھے، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا بیان ہے کہ صحابہ جس بات میں شک وشبہ کر کے حضرت عائشہ کی طرف رجوع کرتے اس کے بارے میں ان کے پاس صحیح علم پاتے تھے، امام زہریؒ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ اعلم الناس یعنی سب لوگوں سے زیادہ علم رکھتی تھیں اور اکابرِ صحابہ ان سے علمی اور دینی باتیں دریافت کیا کرتے تھے، امام مسروقؒ نے کہا ہے کہ خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے مشائخ اور اکابر کو دیکھا ہے کہ وہ حضرت عائشہ سے فرائض کے بارے میں سوال

کرتے تھے، ابو سلمہ عبدالرحمن کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث وسنن، فقہی آراء، آیت کی شان نزول اور فریضہ کے بارے میں اگر سوالات ومعلومات کی ضرورت پیش آئی ہے تو میں نے حضرت عائشہ سے بڑا عالم نہیں دیکھا، عطاء بن ابی رباح نے شہادت دی ہے کہ حضرت عائشہؓ افقہ الناس، احسن الناس اور عام باتوں میں اعلم الناس تھیں، محمود بن لبید نے بیان کیا ہے۔

کان ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحفظن من حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثیراً، ولا مثلاً لعائشۃ وام سلمۃ، وکانت عائشۃ تفتی فی عہد عمر وعثمان الی ان ماتت یرحمہا اللہ وکان الاکابر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر وعثمان بعدہ یرسلان الیہا فیسألانہا عن السنن	عام طور سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات آپ کی حدیثوں کو بہت زیادہ یاد رکھتی تھیں مگر حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ اس بارے میں سب سے آگے تھیں، اور حضرت عائشہ حضرت عمر اور عثمان کے دور خلافت میں فتویٰ دیا کرتی تھیں حتیٰ کہ وصال تک فتویٰ دیتی رہیں، اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اکابر صحابہ حضرت عمر اور حضرت عثمان ان کی خدمت میں آدمی بھیج کر ان سے احادیث وسنن کے متعلق سوالات کیا کرتے تھے؛

اسی کو امام زہری نے مختصر طور سے یوں بیان کیا ہے۔

لو جمع علم عائشۃ الی علم جمیع ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلم جمیع النساء لکان علم عائشۃ افضل،	اگر تمام ازواج مطہرات کا علم بلکہ تمام مسلمان عورتوں کا علم جمع کیا جائے اور اس کے مقابلہ میں حضرت عائشہ کا علم جمع کیا جائے تو ان کا علم سب سے اعلیٰ وافضل ہوگا۔

ہشام بن عروہ کا قول ہے کہ فقہ، طب اور شعر میں حضرت عائشہ سے بڑا عالم میں نے نہیں دیکھا، ہشام کے والد حضرت عروہ بن زبیر بات بات پہ اشعار پڑھنے کے عادی تھے

لوگوں نے ایک مرتبہ از راہ تعجب ان سے کہا کہ آپ کو کس قدر زیادہ اشعار یاد ہیں تو انھوں نے بتایا کہ میری اشعار کی روایت حضرت عائشہ کی روایت کے مقابلہ میں کچھ نہیں ہے' ان کے سامنے جب بھی کوئی بات ہوتی تو وہ اس کے مناسب اور حسب حال شعر پڑھ دیا کرتی تھیں حضرت عروہ بن زبیر حضرت عائشہ کے بھانجے تھے۔[1]

ابن قیم نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ کے تلامذہ واصحاب میں ان کے بھتیجے قاسم بن محمد بن ابوبکر اور بھانجے عروہ بن زبیر ان کے فقہی مسائل و آراء سے تجاوز نہیں کرتے تھے' بلکہ ان ہی کے فقہی مسلک پر عمل کرتے تھے۔[2]

حضرت عائشہ رض نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث کی روایت کی ہے' نیز اپنے والد حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت جدامہ بنت وہب اسدیہ' اور حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے' امام ابن حزم نے طبقہ مکثرین بالروایۃ میں گیارہ صحابہ کا ذکر کر کے ان کی مرویات کی تعداد بیان کی ہے' جن میں حضرت عائشہ رض کی احادیث کی تعداد ۲۲۱۰ بتائی ہے

امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے۔

حضرت عائشہ بڑے فقہاء صحابہ میں سے تھیں اور فقہائے صحابہ دینی مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے' ایک جماعت نے ان سے فقہ حاصل کی ہے

من آکبر فقهاء الصحابة و کان فقهاء اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم یرجعون الیها تفقه بها جماعة[3]

ام المومنین حضرت عائشہ سے احادیث رسول اور ان کے فقہی آراء و فتاوی کی روایت کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جس میں خاص ان کے رشتہ داروں اور اہل خاندان کے نام یہ ہیں' بہن ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق' رضاعی بھائی عوف بن حارث بن طفیل' وغیرہ

---

[1] طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۷۴ و ص ۳۷۵' اور استیعاب ج ۲ ص ۴۳۶۔ [2] اعلام الموقعین ج ۲ ص ۱۰۔ [3] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۶۔

بھتیجے قاسم بن محمد بن ابوبکرؓ اور عبداللہ بن محمد بن ابوبکرؓ دونوں بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمٰن ابن ابوبکرؓ اور اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ دونوں بھانجے عروہ بن زبیر بن عوام، اور عبداللہ بن زبیر بن عوام، (یہ دونوں حضرات اسماء بنت ابوبکرؓ کے صاحبزادے ہیں) بھانجی عائشہ بنت طلحہ، عبداللہ بن ابوعتیق محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ عباد بن حبیب بن عبداللہ ابن زبیرؓ عباد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیرؓ موالی یعنی غلام ابو یونس، ذکوان، ابو عمرو، ابن فروخ۔

اور صحابہ میں سے عمرو بن عاصؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، زید بن خالد الجہنیؓ، ابوہریرہؓ عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، ربیعہ بن عمرو جرشیؓ، سائب بن یزیدؓ، حارث بن عبداللہ بن نوفلؓ وغیرہ، اور اکابر تابعین میں سے سعید بن مسیب، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ، صفیہ بنت شیبہ، علقمہ بن قیس، عمرو بن میمون، مطرف بن عبداللہ بن شخیر، ہمام ابن حارث، ابوعطیہ وادعی، ابو عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود، مسروق بن اجدع، عبداللہ ابن حکیم، عبداللہ بن شداد بن ہاد، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام، ان کے دونوں صاحبزادے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث اور محمد بن عبدالرحمٰن بن حارث، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف، اسود بن یزید نخعی، ایمن مکی، ثمامہ بن حزن قشیری، حارث بن عبداللہ بن ربیعہ، حمزہ بن عبداللہ بن عمرؓ، خباب صاحب مقصورہ، سالم بن سیلان، سعد بن ہشام بن عامر، سلیمان بن یسار، ابووائل، شریح بن ہانی، زر بن حبیش، ابوصالح السمان، عابس بن ربیعہ، عامر بن سعد بن ابی وقاص، طلحہ بن عبداللہ بن عثمان، طاؤس، ابوالولید عبداللہ بن حارث بصری، عبداللہ بن شقیق عقیلی، عبداللہ بن شہاب خولانی، ابن ابی ملیکہ، عبداللہ البہی، عبدالرحمٰن بن شماسہ، عبداللہ بن عمیر لیثی، عراک بن مالک، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، عطاء بن ابی رباح، عطاء بن یسار، عکرمہ، علقمہ بن وقاص، علی بن حسین علی، عمران بن حطان، مجاہد بن جبر، کریب، مالک بن ابوعامر اصبحی، عروہ بن نوفل اشجعی، محمد بن قیس بن مخرمہ،

محمد بن منتشر، نافع بن جبیر بن مطعم، یحیٰ بن یعمر، نافع مولیٰ ابن عمر، ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعریؓ ابوالجوزاء، ربعی، ابوالسمیر مکی، خیرہ والدۂ حسن بصری، صفیہ بنت ابو عبید، عمرہ بنت عبدالرحمٰن، معاذہ عدویہ۔ [1]

حافظ ابن حجر نے حضرت عائشہ کے اصحاب و تلامذہ کی یہ فہرست لکھ کر "وخلق کثیر" لکھا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ اور بہت سے علماء و فضلاء نے ان سے روایت کی ہے، ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں فوت ہوئیں۔

(۲) ام المومنین حضرت ام سلمہ رضؓ | ام المومنین حضرت ام سلمہ بنت ابو امیہ یا سہیل کا نام ہند ہے، پہلے ابو سلمہ بن عبدالاسد کے نکاح میں تھیں، ان سے ایک لڑکی زینب اور ایک لڑکے عمر پیدا ہوئے، عمر کی پرورش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی، ۴ھ میں حضرت ام سلمہ بیوگی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں، حدیث و فقہ میں حضرت عائشہ کے بعد حضرت ام سلمہ ہی تمام عورتوں سے زیادہ علم رکھتی تھیں، محمود بن لبید کا قول گزر چکا ہے کہ

کان ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحفظن من حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ولا مثلا لعائشۃ وام سلمۃ [2]

ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بہت زیادہ یاد رکھتی تھیں، مگر حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ سب سے آگے تھیں۔

ان کے غلام (مولیٰ) شیبہ بن نصاح بن سرجس بن یعقوب اپنے زمانہ کے اہل مدینہ کے امام القراء تھے، حضرت نافع مولیٰ ابن عمر تجوید و قراءت میں ان کے شاگرد ہیں، اور ان کی باندی (مولاۃ) خیرہ امام حسن بصری کی والدہ ہیں [3]

حضرت ام سلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اپنے پہلے شوہر ابو سلمہ بن عبداللہ رضؓ

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵۔

[2] طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۷۵ [3] معارف ابن قتیبہ ص ۹۰

اور حضرت فاطمہؓ سے روایت کی ہے، اور ان سے حدیث کی روایت کرنے والوں میں ان کے یہ متعلقین ہیں، صاحبزادے عمر بن ابو سلمہ، صاحبزادی زینب بنت ابو سلمہ، بھائی عامر بن ابوامیہ بھتیجے مصعب بن عبداللہ بن ابوامیہ، موالی نبہان، عبداللہ بن رافع، نافع، سفینہ، ابوکثیر، ابن سفینہ وغیرہ ہیں۔

ان حضرات کے علاوہ سلیمان بن یسار، اسامہ بن زید بن حارثہ، ہند بنت حارث فراسیہ صفیہ بنت شیبہ، ابوعثمان نہدی، حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف، ان کے بھائی ابواسامہ بن عبدالرحمٰن بن عوف، سعید بن مسیّب، ابووائل، صفیہ بنت محصن شعبی، عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام، ان کے دونوں بیٹے عکرمہ بن عبدالرحمٰن بن حارث اور ابوبکر ابن عبدالرحمٰن بن حارث، قبیصہ بن ذویب، نافع مولیٰ ابن عمر، لیلےٰ بن مملک اور دوسرے علماء و فقہاء نے حضرت ام سلمہ سے روایت کی ہے[1]

(۳) ام المومنین حضرت حفصہؓ

ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہا پہلے خنیس ابن عبداللہ بن حذافہ سہمی کے نکاح میں تھیں، ان کے انتقال کے بعد ۲ھ یا ۳ھ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حقیقی بہن ہیں۔ نہایت بزرگ اور صوّامہ قوّامہ اور صالحہ خاتون تھیں قتال مرتدین کے سلسلہ میں جنگ یمامہ کے بعد حضرت عمر کی رائے سے جو مصحف لکھا گیا وہ حضرات ابوبکر اور حضرت عمر کے بعد حضرت حفصہ ہی کے پاس رکھا گیا تھا اور انہوں نے اس اہم دینی امانت کی کما حقہٗ نگہداشت کی۔

انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اپنے والد حضرت عمرؓ سے حدیث کی روایت کی ہے اور ان سے روایت کرنے والوں میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں، بھائی عبداللہ ابن عمر بھتیجے حمزہ بن عبداللہ بن عمر، صفیہ بنت ابوعبید زوجہ عبداللہ بن عمر، ام بشر انصاریہ، مطلب بن

[1] تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۵۵-۴۵۶۔

ابو وداعہ، حارث بن وہب، شتیر بن شکل، عبد اللہ بن صفوان بن امیہ، اسعر او خزاعی۔ عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام، مسیب بن رافع، ابو مجلز، ان حضرات کے علاوہ رواۃ کی ایک جماعت نے ان سے روایت کی ہے، ۶۱ھ یا ۶۲ھ میں انتقال فرمایا۔[۱]

(۴) ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ

ام المومنین حضرت ام حبیبہ کا نام رملہ بنت ابو سفیان صخر بن حرب ہے، ابتدائی دور میں اسلام لائیں اور اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت حبشہ میں شریک رہیں پہلے عبید اللہ بن جحش اسدی کے نکاح میں تھیں جن کا انتقال حبشہ میں ہوا بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ ۴۴ھ میں انتقال کیا، انہوں نے آخری وقت میں حضرت عائشہ کو بلا کر کہا کہ ہمارے اور ہماری سوکنوں کے درمیان جو کچھ ہوا ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے حضرت عائشہ نے اس کے جواب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف کرے اور درگذر فرمائے۔ حضرت حفصہ نے حضرت ام حبیبہ سے کہا کہ اس گفتگو سے آپ نے مجھے خوش کر دیا اللہ تعالیٰ آپ کو بھی خوش کرے، پھر حضرت ام حبیبہ نے حضرت ام سلمہ کو بلا کر یہی بات کہی اور انہوں نے اس کے بعد میں اسی قسم کی عفو و درگذر کی بات کی۔[۲]

حضرت ام حبیبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور زینب بنت جحشؓ سے روایت کی ہے اور ان سے مندرجہ ذیل حضرات نے روایت کی ہے، صاحبزادی حبیبہ بنت عبید اللہ بن جحش اسدی، دونوں بھائی معاویہ بن ابو سفیان اور عنبسہ بن ابو سفیان، بھتیجے عبد اللہ بن عتبہ ابن ابو سفیان، بھانجے ابو سفیان بن سعید بن مغیرہ بن اخنس بن شریق، دونوں موالی سالم ابن سوار، اور ابو الجراح، ان کے علاوہ ابو صالح السمان، عروہ بن الزبیر، زینب بنت ام سلمہ صفیہ بنت شیبہ، شہر بن حوشب وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔[۳]

---

[۱] معارف ابن قتیبہ ص ۵۹، و تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۱۱۶، [۲] طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۷۱ — [۳] تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۱۹ -

(۵) امّ المومنین حضرت میمونہ رضؓ

ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا پہلے ابوسبرہ بن ابورہم کے نکاح میں تھیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام سرف میں ان سے نکاح فرمایا، اور اسی مقام پر ۵۱ھ میں ان کا انتقال ہوا، ان کے مولیٰ اور غلام یسار تھے، جن کے لڑکے عطار بن یسار، سلیمان بن یسار، مسلم بن یسار اور عبدالملک بن یسار تھے، یہ چاروں بھائی فقہائے اسلام میں سے تھے، ایک موقع پر حضرت عائشہ نے ان کے بارے میں شہادت دی کہ

إنها كانت من اتقانا لله و اوصلنا للرحم۔ — وہ ہم سب ازواج نبی میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔

ایک مرتبہ حضرت میمونہ نے انار کا ایک دانہ زمین پر گرا ہوا دیکھا تو اٹھایا اور کہا إنّ الله لا يحب الفساد۔

انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور ان سے ان حضرات نے روایت کی ہے، چاروں بھانجے عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن شداد بن ہاد، عبدالرحمٰن بن سائب، یزید بن اصم، ربیب بن عبداللہ خولانی، باندی ندبہ، موالی عطار بن یسار اور سلیمان بن یسار، ابراہیم بن عبداللہ بن معبد بن عباس، کریب مولی ابن عباس، عبید ہ بن سباق، عبیداللہ بن عبداللہ ابن عتبہ، عالیہ بنت سبیع وغیرہ [1]

(۶) ام المومنین حضرت جویریہ رضؓ

ام المومنین حضرت جویریہ بنت حارث بن ابوضرار رضی اللہ عنہا پہلے مسافع بن صفوان کے نکاح میں تھیں بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں، وہ ایک غزوہ میں قیدیوں کے ساتھ آئی تھیں، جب صحابۂ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے نکاح کی خبر ہوئی تو آپس میں کہنے لگے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار قیدی اور غلام بنائے جائیں گے؟ اس کے

[1] طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۱۳۹ معارف ابن قتیبہ ص ۶۱، تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۵۳۔

3692

بعد بنو مصطلق کے تمام قیدی آزاد کر دیئے گئے، چنانچہ اس نکاح کی برکت سے ایک سو خاندان کو آزادی مل گئی۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد دن چڑھے گھر میں تشریف لے گئے اور دیکھا کہ حضرت جویریہ اب تک اپنے مصلیٰ پر نماز پڑھ رہی ہیں آپ نے ان کو یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ سبحان اللہِ عَدَدَ ما خَلَقَ، سبحان اللہ رضا نفسہ سبحان اللہ زنۃ عرشہ، سبحان اللہ مداد کلماتہ۔ [۱]

حضرت جویریہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے، اور ان سے ان حضرات نے روایت کی ہے، عبداللہ بن عباس، عبید بن سباق، ابو ایوب مراغی، مجاہد بن جبیر کریب مولیٰ ابن عباس، کلثوم بن مصطلق، عبداللہ بن شداد بن ہاد ۵۰ھ یا ۵۶ھ میں انتقال کیا۔ [۲]

مذکورہ بالا امہات المومنین فقہ و فتویٰ میں خصوصی شہرت اور بصیرت رکھتی تھیں، دیگر امہات المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ، حضرت زینب بنت جحش، حضرت زینب بنت خزیمہ حضرت ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہن اہل بیت رسول کی افراد اور کاشانۂ نبوت کی رہنے والی تھیں اور وہ بھی دینی علوم سے حصہ وافر رکھتی تھیں، ان سے بھی احادیث مروی ہیں، چنانچہ حدیث کی کتابوں میں ان کی مرویات اور واقعات موجود ہیں، البتہ مذکورہ چھ امہات المومنین فقہ و فتویٰ اور حدیث میں نمایاں مقام رکھتی تھیں،

(۷) حضرت فاطمۃ الزہراء رضہ

حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کے ایک سال بعد ہوا، ان کی اولاد میں حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محسن، حضرت ام کلثوم کبریٰ حضرت زینب کبریٰ رضی اللہ عنہم ہیں، حضرت عائشہ کی شہادت کے مطابق عورتوں میں حضرت

---

[۱] طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۱۱۸ ۔ [۲] تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۰۷ ۔

فاطمہؓ اور مردوں میں حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھے، حضرت فاطمہ کے بڑے فضائل و مناقب ہیں۔ وصال نبوی کے چھ ماہ کے بعد ان کا وصال ہوا۔

انھوں نے اپنے والد ماجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور ان سے دونوں صاحبزادے حضرت حسن اور حضرت حسین نے براہ راست اور پوتی حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی نے مرسل روایت کی، نیز حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ، حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت سلمیٰ ام رافع نے ان سے روایت کی ہے [1]

(۸) حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضؓ

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا کا لقب ذات النطاقین ہے۔ مکہ مکرمہ میں سترہ آدمیوں کے بعد اسلام لائیں۔ بڑی عاقلہ، فاضلہ، اور نبیلہ خاتون تھیں۔ ساتھ ہی سخاوت اور حق گوئی میں مشہور تھیں۔ ان کے صاحبزادے عبداللہ بن زبیر بن عوام نے یزید کے دور میں مکہ مکرمہ میں اپنی خلافت قائم کی تھی، حضرت اسماء سو سال کی عمر میں ۷۳ھ میں فوت ہوئیں۔ اس وقت بھی ان کی نظر اور عقل میں فتور نہیں آیا تھا، احادیث میں ان کے بھی بڑے مناقب و فضائل آتے ہیں۔

حضرت اسماء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور ان سے ان حضرات نے روایت کی ہے۔ دونوں صاحبزادے عبداللہ بن زبیر، اور عروۃ بن زبیر، بھتیجے عبداللہ بن عروہ بن زبیر، بھتیجی فاطمہ بنت منذر بن زبیر، عباد بن حمزہ بن عبداللہ ابن زبیر، عباد بن عبداللہ بن زبیر، مولیٰ عبداللہ بن کیسان، صفیہ بنت شیبہ، عبداللہ بن عباس، مسلم مصری، ابو نوفل بن ابوعقرب، عبداللہ بن ابی ملیکہ، وہب بن کیسان وغیرہ [2]

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۴۱۔ [2] تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۳۹۷۔

۹) حضرت امّ عطیہ انصاریہ رضؓ

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا نام نسیبہ بنت کعب یا حارث انصاریہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوکر زخمیوں اور مریضوں کا علاج کرتی تھیں، ان کے بارے میں ابن عبد البر نے لکھا ہے۔

کانت من کبار نساء الصحابۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔	وہ صحابیات میں بڑے مقام و مرتبہ کی مالک تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کے انتقال پر ان کے غسل میں شریک تھیں، بعد میں غسل میت میں ان کی حدیث معتبر مانی جاتی تھی اور بصرہ کے علماء و فقہاء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ صحابہ اور تابعین ان سے غسل میت کا طریقہ سیکھتے تھے، ابن عبد البر نے لکھا ہے:۔

حدیثہا اصل فی غسل المیت وکان جماعۃ من الصحابۃ وعلماء التابعین بالبصرۃ یاخذون عنہا غسل المیت،	ان کی حدیث میت کے غسل کے احکام میں بنیاد ہے، بصرہ کے صحابہ اور علمائے تابعین ان سے غسل میت کا طریقہ سیکھتے تھے۔

انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر سے روایت کی ہے اور ان سے حضرت انس بن مالک، محمد بن سیرین، حفصہ بنت سیرین، عبد الملک بن عمیر، اسمعیل بن عبد الرحمٰن ابن علیہ، علی بن الاقمر، ام شراحیل نے روایت کی ہے۔ [1]

۱۰) حضرت امّ شریک انصاریہ رضؓ۔

حضرت ام شریک کا نام غزیہ یا غزیلہ بنت دودان انصاریہ دوسیہ ہے، ان کے حالات میں اختلافات پائے جاتے ہیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، شہر بن حوشب نے روایت

---

[1] استیعاب ج ۲ ص ۷۶۳، تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۵۵۔

کی ہے[1]

(۱۱) حضرت فاطمہ بنت قیس رضؓ

حضرت فاطمہ بنت قیس قرشیہ فہریہ رضی اللہ عنہا حضرت ضحاک بن قیسؓ کی بڑی بہن ہیں، قدیمۃ الاسلام ہیں اور انھوں نے ہجرت کے آغاز میں مدینہ منورہ کی طرف کی ہے۔ ان کے ظاہری اور باطنی حسن وکمال اور دینی علوم میں فہم وبصیرت کے بارے میں امام ابن عبدالبر نے تصریح کی ہے۔

وکانت ذات جمال وعقل وکمال	وہ حسن وجمال کے ساتھ عقل وکمال رکھتی تھیں
وفی بیتھا اجتمع اصحاب الشوریٰ	حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد ان کے مکان میں اصحابِ
عند قتل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ	شوریٰ جمع ہوئے تھے۔

حضرت زبیر بن عوام نے ان کو امرأۃ نجود یعنی باہمت وحوصلہ خاتون کے لقب سے یاد فرمایا ہے[2]

حضرت فاطمہ بنت قیس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور ان سے قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق، ابوبکر بن ابوجہم ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، سعید بن مسیب عروہ بن زبیر بن عوام، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبید بن مسعود، اسود بن یزید سلیمان ابن یسار، عبداللہ البہی، محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان، عامر شعبی، عبدالرحمٰن بن عاصم بن ثابت، اور ان کے مولیٰ تمیم نے روایت کی ہے[3]

(۱۲) حضرت عاتکہ بنت زید رضؓ

حضرت عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل قرشیہ عدویہ رضی اللہ عنہا حضرت سعید بن زید کی بہن ہیں، مہاجرات میں سے ہیں حسن وجمال میں مشہور اور اخلاق کی بلندی میں یکتا تھیں۔ ان کی پہلی شادی حضرت ابوبکر صدیق کے صاحبزادے عبداللہ سے ہوئی جوان کے حسن

[1] تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۴۳، [2] استیعاب ج ۲ ص ۷۷۳، [3] تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۴۳

وجمال پر فریفتہ رہاکرتے تھے، غزوۂ طائف میں ان کی شہادت کے بعد حضرت زید بن
خطاب سے شادی ہوئی، جنگ یمامہ میں ان کی شہادت کے بعد حضرت عمر بن خطاب
نے ان سے شادی کی، حضرت عمرؓ نے اس میں ولیمہ کا خاص اہتمام کیا تھا، ان کی شہادت
کے بعد حضرت زبیر بن عوام نے عاتکہ سے نکاح کیا اور ان کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ
نے ان کو نکاح کا پیغام دیا تو انھوں نے کہلا بھیجا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بھائی میں آپ کو قتل سے بچانا چاہتی ہوں۔ زبیر بن عوام کی شہادت کے بعد میراث کے
بارے میں بات چیت ہوئی تو عاتکہ نے کہا کہ آپ لوگ جو کچھ دیدیں گے بلا چون وچرا قبول
کرلوں گی، چنانچہ ان کو اسّی ہزار درہم دیئے گئے جن کو قبول کرکے صلح کرلی۔ [1]
ان کی خواہش پر حضرت عمرؓ نے ان کو مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی اجازت دی
تھی، چنانچہ جس وقت حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں زخمی کیے گئے۔ عاتکہ وہاں موجود تھیں [2]
انھوں نے حضرت عمرؓ سے نکاح کے موقع پر یہ شرط لگادی تھی کہ وہ ان کو مسجد
میں جانے اور حق بات کہنے سے نہیں روکیں گے، چنانچہ حضرت عمر نے ناپسندیدگی کے
باوجود ان کو اس کی اجازت دی تھی، بعد میں زبیر بن عوام سے یہی شرط کی اور انھوں
نے بھی مسجد نبوی میں جانے کی اجازت دی، جب عاتکہ عشاء کی نماز کے لیے مسجد میں
جاتی تھیں تو زبیر بن عوام پر بہت شاق گزرتا تھا۔ آخر رہا نہیں گیا اور ایک دن وہ
عاتکہ سے پہلے نکل کر راستہ میں چھپ کر بیٹھ گئے جب عاتکہ راستہ سے گزریں تو ان کے جسم
پر اپنا ہاتھ مارا، اس واقعہ کے بعد انھوں نے مسجد میں جانا بند کردیا [3]

حافظ ابن حجر نے اصابہ میں امام ابن عبدالبر کی التمہید کے حوالہ سے ان واقعات کو
اختصار کے ساتھ یوں نقل کیا ہے۔

ان عمر لما خطبها شرطت علیه ان　　جب حضرت عمرؓ نے حضرت عاتکہ کو شادی کا پیغام

---

[1] استیعاب ج ۲ ص ۷۶۸ و ۷۶۹، [2] طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۶۵ [3] اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۹۸ و ص ۴۹۹

لا یضربها ولا یمنعها من الحق، ولا من الصلوٰۃ فی المسجد النبوی، ثم شرطت ذالك علی الزبیر فتحیّن علیها ان تکن لها لما خرجت الی صلوٰۃ العشاء فلما مرت به ضرب علی عجیزتها فلما رجعت قالت انا للہ فسد الناس فلم تخرج بعد لہ	بھیجا تو انھوں نے شرط لگائی کہ وہ ان کو نہ ماریں گے اور حق بات کہنے اور مسجد نبوی میں جانے سے نہ روکیں گے، پھر یہی شرط حضرت زبیر سے نکاح کے وقت لگائی، انھوں نے ایک بار یہ ترکیب کی کہ عائشہ نماز عشاء کے لیے نکلنے والی تھیں کہ راستہ میں چھپ گئے اور وہ سامنے سے گزرنے لگیں تو ان کے جسم پر ہاتھ مار دیا جب واپس ہوئیں تو انا للہ پڑھ کر کہا کہ لوگ بگڑ گئے اس واقعہ کے بعد پھر نماز کے لیے مسجد نبوی میں جانا بند کر دیا۔

ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عاتکہ اکابر صحابہ میں اپنے علم وفضل، عزت واحترام اور شان وشوکت میں اہم مقام و مرتبہ رکھتی تھیں۔

(۱۳) حضرت امّ ایمن رضؓ

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا نام برکہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باندی ہیں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں بڑی محبت وشفقت سے کام لیا ہے، آپ ان کو ماں کہہ کر پکارتے تھے، اور فرماتے تھے کہ ھذہ بقیۃ اھل بیتی، آپ نے ان کو آزاد کر دیا تو حضرت عبید بن زید رضؓ سے نکاح کر لیا اور غزوہ حنین میں ان کی شہادت کے بعد حضرت زید بن حارثہ رضؓ سے نکاح کیا جن سے حضرت اسامہ بن زید رضؓ پیدا ہوئے، غزوہ اُحد اور غزوہ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں شریک ہو کر زخمیوں کی مرہم پٹی اور مجاہدین کو پانی پلانے کی خدمت انجام دی ہے۔

لہ الاصابہ ج ۸ ص۱۳۷۔

حضرت ام ایمن وصال نبوی پر بہت زیادہ روتی تھیں، لوگوں نے روکا تو کہا کہ مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگا۔ میں اس لیے رو رہی ہوں کہ اب آسمان سے وحی الہٰی کا سلسلہ بند ہوگیا اور ہم نزول وحی سے محروم ہوگئے [۱] حضرت ابوبکرؓ اپنے دور خلافت میں حضرت عمرؓ سے کہا کرتے تھے کہ آؤ ام ایمن کی زیارت کو چلیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور ان سے حضرت انس ابن مالک، حنش بن عبداللہ صنعانی، ابو یزید مدنی وغیرہ نے روایت کی ہے، خلافت عثمانی کی ابتداء میں انتقال کیا۔[۲]

(۱۴) حضرت حولاء بنت تویت رضؓ

حضرت حولاء بن تویت بن حبیب بن اسد قرشیہ اسدیہ رضی اللہ عنہا نے اسلام لانے کے بعد ہجرت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت بھی کی [۳] عہد رسالت میں زہد و عبادت میں اپنی مثال آپ تھیں ابن حزم نے تصریح کی ہے۔

الحولاء بنت تویت المنقطعة فی الزهد ایام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [۴]

حولاء بنت تویت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زہد و تقویٰ میں بے مثال تھیں۔

وہ رات بھر جاگتی اور عبادت کرتی تھیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر لگی تو آپ نے فرمایا کہ جب تک تم لوگ عبادت اور دعا کرنے سے نہیں اکتاتے ہو اللہ تعالیٰ اجر و ثواب دینے اور دعا قبول کرنے سے نہیں گھبراتا ہے اسی قدر عمل کے مکلف جس کی طاقت رکھتے ہو، وہ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کے پاس سے گزریں، اتفاق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے، حضرت عائشہ نے کہا کہ یہ حولاء بنت تویت ہیں جن کے متعلق مشہور ہے کہ رات بھر جاگتی اور عبادت کرتی ہیں، اس پر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ جس قدر عمل کر سکتے ہو اسی قدر کیا کرو [۵] (باقی)

---

[۱] طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۲۳، [۲] تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۴۵۹، [۳] طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۱۸۶،
[۴] جمہرۃ انساب العرب ابن حزم ص ۱۱۱، [۵] اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۴۲، اصابہ ج ۸ ص ۵۶۔